سوال

(53) ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے تو کافروں کو وعظ بیکار ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالی نے فرمایا :۔

اِنَّ لَّذِینَ کَفَرُواْسَوَآءٌعَلَیہِم ءَأَنذَرتَہُم أَم لَم تُنذِرہُم لَایُؤمِنُونَ --سورۃ البقرۃ 6

''کافروں کو آپ کا ڈرانا، یا نہ ڈرانا برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے''

اس کے آگے ہے۔

خَتَمَ للَّہُ عَلَیٰ قُلُوبِہِم وَعَلَیٰ سَمعِہِم وَعَلَیٰٓ أَبصَٰرِہِم غِشَٰوَۃ وَلَہُم عَذَابٌ عَظِیم ۷ --سورۃ البقرۃ 7

'' اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اوران کے کانوں پر مہر کردی ہے اوران کی آنکھوں پر پردہ ہے اوران کے لئے بڑا عذاب ہے''

اس آیت سے ظاہر ہے کہ زمین وآسمان کاٹل جانا ممکن ہے مگران کا ایمان لانا ناممکن ہے مگرتاریخ بتا رہی ہے۔ کہ حضرت رسول کریم ﷺ فوت نہیں ہوئے کہ وہ سب منکرین حضورپر ایمان لے آتے ہیں۔ جب یہ مسلمہ امر ہے کہ تمام اہل مکہ اورمدینہ حضورپرایمان لے آئے تو پھر ختم اللہ علی قلوبہم کا کیا معنی ہے۔؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ ختم کے معنی ہمیشہ کے واسطے مسدود کردینا منقطع کردینا کہاں سے نکالے گئے۔ قرآن مجید میں ختم کے مشتقات مختلف مقامات میں استعمال ہوئے ہیں۔ مگرایک جگہ بھی اس معنوں میں استعمال نہیں ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر جب اس آیت الیوم نختم کوہم وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا کے سامنے پش کرتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز جب جہنم کے چوکیدار جہنمیوں سے دریافت کریں گے کہ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آیا تھا توالیوم نختم کے قول کے خلاف نظر آرہے ہیں۔ علاوہ ازیں نختم علی قبلک یطیع علی قلبک بھی قرآن مجید میں ہے جس سے ثابت ہوا کہ طبع اور ختم مترادف الفاظ ہیں۔ پھر ختم کے معنی ہمیشہ کے لیے مسدود کرنا کہاں سے نکالے گئے۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس سوال کا حل اختصار کے ساتھ ہم عرض کرتے ہیں۔ تفصیل دیگر علماء پرچھوڑتے ہیں۔ سائل نے مابعد کی آیات دیکھی ہیں ماقبل کی نہیں دیکھی۔ اس سے قبل خدا فرماتا ہے ہدی للمتقین۔ یعنی قرآن مجید پرہیزگاروں کےلیے ہدایت ہے۔ پرہیزگاروں سے مرادیہاں وہ ہیں جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والا ہے۔ کیونکہ اعتبار خاتمہ کا ہے۔ پہلے خواہ کوئی

حالت ہو۔ اگر ساری عمر پرہیزگاری میں گزری ہو اور مرنے کے قریب مرتد ہو گیا ہو تو اس کی پہلی پرہیزگاری فائدہ نہیں دے سکتی۔

قرآن مجید میں ہے :

وَمَن يَرتَدِد مِنكُم عَن دينِهِ فَيَمُت وَهُوَ كافِرٌ فَأُولـٰئِكَ حَبِطَت أَعمـٰلُهُم فِى الدُّنيا وَالـٔاخِرَةِ وَأُولـٰئِكَ أَصحـٰبُ النّارِ هُم فيها خـٰلِدونَ ٢١٧--سورة البقرة217

''اور تم میں سے جو لوگ اپنے دین سے پلٹ جائیں اور اسی کفر کی حالت میں مریں، ان کے اعمال دنیوی اور اخروی سب غارت ہو جائیں گے۔ یہ لوگ جہنمی ہوں گے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں ہی رہیں گے''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پہلے خواہ مدت دینداری اور پرہیزگاری میں گزر جائے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر پہلے کفر کی حالت ہو اور اخیر میں تائب ہو جائے تو اس کے متعلق بھی خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَأُولـٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّـٔاتِهِم حَسَنـٰتٍ وَكانَ اللَّهُ غَفورًا رَحيمًا --سورة الفرقان70

''ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے''

پس جب مدار خاتمہ پر ہوا اور اس آیت سے وہی مراد ہوئے جن کا خاتمہ پرہیزگاری پر ہونے والا ہے تو ان الذین کفروا سے مراد بھی وہی کافر ہوں گے جن کا خاتمہ کفر پر ہونیوالا ہے۔ جو خدا کے ہاں ابلیس کی طرح ازلی شقی ہیں۔ پس ان کے حق میں ختم سے مراد یہی ہوگا کہ ان کا راستہ ہمیشہ کے لیے مسدود ہے اور ختم کے معنی ہمیشہ ایک نہیں ہوتے۔ بلکہ جیسا مقام ہے ویسے ہوتے ہیں۔ یہاں چونکہ ارشاد ہے کہ ان لوگوں کو ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اس لیے یہاں یہی مراد ہوگی کہ ان کے لیے ہدایت کا راستہ مسدود ہے۔ اور یہ ازلی شقی ہیں۔ پس اب کسی قسم کا اعتراض نہیں رہا کیونکہ اگر مکہ والے یا دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے لیے ہدایت کا راستہ مسدود نہیں ہوا اور وہ ازلی شقی ہو کر ان الذین کفروا الآیۃ کے تحت داخل نہ تھے بلکہ ہدی للمتقین کے تحت تھے۔ پس ان کو ہدایت ہونی ضروری تھی۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ان الذین کفروا سے ابو جہل وغیرہ خاص کافر مراد ہیں۔ اور ان الذین کفروا میں موصول کی تعریف عہد خارجی کی قسم سے ہے۔ چنانچہ بیضاوی وغیرہ میں اس طرح لکھا ہے۔ پس اس صورت میں بھی کوئی جھگڑا نہیں رہتا۔ کیونکہ اگر مکہ مدینہ والے ایمان لائے ہیں۔ تو خاص خاص لوگ جو اس آیت سے مراد ہیں۔ جیسے ابو جہل وغیرہ ان کو ایمان نصیب نہیں ہوا بلکہ وہ کفر کی حالت میں رخصت ہو گئے۔ پس آیت اپنی جگہ ٹھیک رہی اور ختم کے معنی بھی یہی ہوئے کہ ان کے لیے ہدایت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے مسدود ہے۔ خدا تعالیٰ اس حالت سے بچائے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اہلحدیث

کتاب الایمان، مذاہب، ج1ص130